22373 - بلیاں پالنے كا حكم

سوال

مجھے یہ تو علم ہے كہ اسلام بلیوں كو پاكیزہ اور طاہر حیوانات كی نظر سے دیكھتا ہے، لیكن مجھے یہ علم نہیں كہ اسے مانوس حیوانات كی طرح گھر میں ركھنے كا حكم كیا ہے.
میرے پاس بلیوں كی مخالفت میں كوئی دلیل تو نہیں، لیكن میں یہ محسوس كرتی ہوں كہ اسے گھر میں رہنے دینا كہ وہ كچن اور كمروں وغیرہ میں گھومتی پھرے، یہ صحیح نہیں ؟
آپ اس سلسلہ میں معلومات فراہم كریں.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

انسان كے لیے شرعی طور پر جائز ہے كہ وہ مباح اشیاء كو اپنی ملكیت بنا سكتا ہے، جو كسی نے بھی ملكیت میں نہ لی ہوں، مثلا صحرا سے ایندھن اكٹھا كرنا، یا جنگل سے لكڑیاں لینا، اور اسی طرح بلیاں پكڑ كر ان كو پالنا اور تربیت كرنا، اور مباح چیز پر ہاتھ ركھنے، یا اس پر فعلی غلبا حاصل كرنے سے مباح چیز كی ملكیت حاصل ہو جاتی ہے، جب كہ وہ كسی كی ملكیت نہ ہو.

اوپر جو كچھ بیان ہوا ہے اس كی بنا جو بلیاں كسی كی ملكیت نہ ہوں انہیں ركھنے میں كوئی حرج نہیں، لیكن شرط یہ ہے كہ انسان انہیں كھانے پینے كو دے، اور انہیں تكلیف مت دے، لیكن جب یہ ثابت ہو جائے وہ بلی نقصان دہ ہے مثلا وہ بیمار ہو، یا یہ خدشہ ہو كہ اس كی بنا پر كسی كو كوئی بیماری منتقل ہو جائیگی، اس كا ثبوت ہونے پر اسے نہیں ركھنا چاہیے، كیونكہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" نہ تو اپنا نقصان كرو، اور نہ ہی كسی كو نقصان دو "

تو جسے بلی كے وجود سے نقصان اور ضرر پہنچتا ہو اسے بلی نہیں ركھنی چاہیے، اور اسی طرح جو اسے كھلانے اور پلانے كی استطاعت نہ ركھے تو وہ بھی اسے چھوڑ دے تا كہ وہ زمین كے كیڑے مكوڑے كھا كر گزر بسر كر لے، اور وہ اسے اپنے گھر میں محبوس نہ كرے.

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے حدیث ثابت ہے كہ رسول كریم صلی

الله علیہ وسلم نے فرمایا:

" ایك عورت كو بلی كی بنا پر عذاب دیا گیا، اس عورت نے بلی كو باندھ دیا حتی كہ وہ مر گئی وہ اسے نہ تو كھانے كے لیے كچھ دیتی اور نہ ہی پینے كے لیے، اور نہ ہی اسے چھوڑا كہ وہ زمین كے كیڑے مكوڑے كھائے، تو وہ عورت بلی كی وجہ سے آگ میں داخل ہو گئی "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3223) صحیح مسلم حدیث نمبر (1507).

مزید تفصیل اور معلومات كے لیے آپ سوال نمبر (3004) كے جواب كا مطالعہ كریں.

اور بلی اگر كھانے میں سے كچھ كھا جائے، یا پانی پی جائے تو وہ پلید اور نجس نہیں ہو جاتا، كیونكہ ابوداود وغیرہ میں حدیث ہے:

ایك عورت نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا كو ہریسہ بھیجا تو وہ نماز پڑھ رہی تھیں، انہوں نے نماز میں ہی اشارہ كیا كہ وہ اسے ركھ دے، تو بلی آئی اور آكر اس میں سے كھا گئی، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نماز كے بعد اسی جگہ سے ہریسہ كھایا جہاں سے بلی نے كھایا تھا، اور فرمایا: بلا شبہ رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" یہ (بلی) پلید اور نجس نہیں، بلكہ یہ تو تم پر آنے جانے والیاں ہیں"

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان كرتی ہیں: میں نے رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كو بلی كے بچے ہوئے پانی سے وضوء كرتے ہوئے دیكھا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (69).

اور ایك روایت میں ہے:

كبشہ بنت كعب بن مالك جو كہ ابن ابی قتادہ كی بیوی ہیں وہ بیان كرتی ہیں كہ ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ ہمارے گھر آئے تو میں نے ان كے وضوء كے لیے پانی برتن میں ڈالا تو بلی آئی اور اس سے پینے لگی، تو انہوں نے اس كے لیے برتن ٹیڑھا كر دیا حتی كہ اس نے پانی پی لیا.

كبشہ بیان كرتی ہیں كہ انہوں نے مجھے دیكھا كہ میں ان كی طرف دیكھے جارہی ہوں تو وہ فرمانے لگے:

میری بھتیجی كیا تم تعجب كر رہی ہو ؟

تو میں نے جواب دیا: جی ہاں.

تو وہ کہنے لگے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" یہ نجس اور پلید نہیں، بلکہ یہ تو تم پر گھومنے پھرنے والیاں ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (68).

ان دونوں روایتوں کو امام بخاری اور دار قطنی وغیرہ نے صحیح کہا ہے.

دیکھیں: التلخیص ابن حجر (1 / 15).

قولہ: " تم پر آنے جانے اور گھومنے پھرنے والیاں ہیں "

اس کا معنی یہ ہے کہ یہ خادموں کے مشابہ ہیں، جو تمہاری خدمت کرتے ہیں، اور وہ لوگوں کے ساتھ ہی ان کے گھروں میں رہتے ہیں، اور ان کے برتنوں اور سامان کے پاس ہوتے ہیں، اس سے ان کا بچنا ممکن نہیں.

اس لیے جب کوئی بلی کسی برتن سے پی جائے، یا کچھ کھا جائے تو وہ نجس اور پلید نہیں ہو جاتا، اس کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر اس کا دل چاہے اور اسے ضرورت ہو تو وہ اسے کھا اور پی سکتا ہے، کیونکہ وہ پاک اور طاہر ہے، لیکن اگر اس کا ضرر اور نقصان ثابت ہو جائے تو پھر نہیں، اور اگر اس کا دل نہ چاہے تو وہ اسے نہ کھائے اور پیئے اور چھوڑ دے.

لیکن یہاں ایک چیز کی تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگ بلیوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں، اور انہیں خوبصورت بنانے میں مبالغہ کرتے ہیں، اور ان پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے ہیں جو کہ عقل کی کمزوری اور ضعف، اور رقت دین، اور آسائش میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے.

حالانکہ زمین کے مشرق و مغرب میں لاکھوں مسلمان ضرورتمند اور محتاج پائے جاتے ہیں، ہم مسلمانوں کے لیے تو بہت اونچے مقاصد ہیں جو ہمارا وقت لیں، اور اسے نفع مند کام سے بھر دیں، اور اس فضول اور بے فائدہ کام سے دور رہیں جو یورپ اور کفار سے ہمارے اندر سرایت کر گیا ہے جو کہ کتے اور بلیوں پر اپنی اولاد سے بھی زیادہ خرچ کرتے ہیں، چہ جائیکہ وہ کسی محتاج اور ضرورتمند پر خرچ کریں.

بلکہ وہ تو اسے کسی فائیوسٹار ہوٹل میں رکھتے، اور لمبا چوڑا مال ان کو وراثت میں دیتے ہیں، الحمد للہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام سے نوازا اور عزت وتکریم دی، اور ہمیں باقی ساری امتوں پر امتیاز عطا فرمایا.

اسی طرح اس پر بھی متنبہ رہنا چاہیے کہ شریعت اسلامیہ میں بلیوں کی خرید و فروخت منع ہے.

صحیح مسلم میں ابو زبیر رحمہ اللہ سے حدیث مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے کتے اور بلی کی قیمت کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگے:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈانٹا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2933).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (7004) اور (10207) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .